بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۲۲۱۶

ابدی کتاب

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

انسان کی ہدایت کے لیے بہت سے قانونِ ہدایت اللہ تعالیٰ نے نازل کیے مگر ان کے پیرو کاروں اور ماننے والوں نے ان میں تبدیلی کر ڈالی اور اپنی طرف سے بہت سی کمی بیشی کی۔ آج کوئی کتاب بھی اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ ایک قرآن کریم وہ ابدی کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف تک جوں کا توں محفوظ ہے جس کا اعتراف خود اس کے مخالفین نے بھی کیا ہے۔

قرآن سے پہلے کے آسمانی صحیفے ہمیشہ تحریف و تبدیلی کا نشانہ اور تلف و تباہی کا تختۂ مشق بنتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حفظ و بقا کی کوئی ذمہ داری خود نہیں لی تھی بلکہ اسے ان کے علماء و حاملین کے سپرد کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ بشریت اور ان کی مخاطب امتوں کو ان کی ضرورت ایک عرصہ ہی کے لئے رہی۔

"بے شک ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں۔ اور مشائخ اور علماء بھی، کیونکہ وہ کتاب خدا کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے۔ اور اس پر گواہ تھے، (یعنی الٰہی کا یقین رکھتے تھے)" (المائدہ)

اور یہ تاریخی طور پر ثابت اور ایک علمی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود ان امتوں اور فرقوں نے کیا ہے۔ جن کے پاس یہ صحیفے آئے تھے۔ عہد عتیق کے صحیفے برابر غارت گری اور آتش زدگی کا کھلے طور پر نشانہ بنتے رہے ہیں۔ اور خود یہودی مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ تاریخ میں تین بار ایسے مواقع پیش آئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہلی بار جب بخت نصر NEBUCHADEZZAR (۶۰۵-۵۶۴ ق م) بابل کے بادشاہ نے یہودیوں پر ۵۸۶ ق م میں حملہ کیا اور بیت المقدس کو آگ لگادی جس میں حضرت سلیمان نے توریت کی تختیاں اور آل موسیٰ و آل ہارون کے تبرکات محفوظ کر دیئے تھے اور جو یہودی قتل سے بچ گئے انہیں وہ قید کرکے بابل لے گیا۔ جہاں وہ پچاس سال تک رہے۔ اور عزرا نبی نے پانچ پہلے صحیفوں کو جو "تورہ" کہلاتے ہیں۔ اپنے حافظہ سے دوبارہ لکھوایا اور واقعات کو تاریخی اسلوب میں لکھا پھر نحمیا نے کتابوں کے دوسرے سلسلے کا اضافہ کیا اور داؤدؑ کی زبور کو بھی ملحق کیا۔

دوسری بار جب انطیوخوس چہارم (ANTIOCHUS) نے جس کا لقب بیقانس تھا۔ اور جو یونانی انطاکیہ کا بادشاہ تھا بیت المقدس پر ۱۶۸ ق م میں حملہ کیا اور صحف مقدسہ کو جلا دیا اور توراۃ کی تلاوت اور یہودی شعائر و روایات کو حکماً روک دیا یہودا مقابی نے مقدس صحیفوں کو پھر سے جمع اور مرتب کرنا شروع کیا۔ اور عہد عتیق میں صحیفوں کے تیسرے سلسلہ کا اضافہ کیا۔

تیسری بار ٹائٹس (TITUS) (۴۰-۸۱ ء) رومن بادشاہ نے بیت المقدس پر ۷ ستمبر ۷۰ء کو حملہ کیا اور اس کو ہیکل سلیمان سمیت برباد کرکے اس کو ویرانے اور ملبہ میں تبدیل کر دیا اور مقدس صحیفوں پر قبضہ کرکے فتح کی یادگار کے طور پر اپنے رومی دارالحکومت لیتا گیا۔ اور یہود کو جلاوطن کرکے شہر کے گرد دوسروں کو بسا دیا۔

تفصیل کے لئے مقدس صحیفوں کی تاریخ کی کتابیں اور جیوش انسائیکلوپیڈیا ملاحظہ ہوں۔

پیغمبروں کے ان صحیفوں اور آسمانی کتابوں کی صحت و حفاظت، اور مطابق اصل ہونے کے بارے میں یہودیوں کا معیار اور نقطۂ نظر، اس معیار اور نقطۂ نظر سے قطعاً مختلف ہے جو مسلمانوں کا قرآن مجید کے بارے میں ہے۔ مسلمان قرآن

www.abulhasanalinadwi.org

مجید کے ہر لفظ کو کلام الٰہی، منزل من اللہ اور اپنے زمانۂ نزول سے لے کر اس وقت تک محفوظ مانتے ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک ان کتابوں میں ترمیم و کمی بیشی ان کی آسمانی کتابیں ہونے کے منافی نہیں۔ وہ انبیاء کو ان کا مصنف کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اقتباسات سے یہودیوں کے عقیدہ اور طرز فکر اور اپنی کتب مقدس کے بارے میں نقطۂ نظر کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ ممتاز ترین یہودی فضلاء اور ماہرین فن کی تیار کی ہوئی یہودی انسائیکلو پیڈیا میں ہے:۔

یہودی روایات اگرچہ اس پر مصر ہیں کہ عہد نامہ قدیم انہیں کرداروں کی تصنیف ہے۔ جو ان میں مذکور ہیں اور یہ قطعاً غیر مناسب بھی نہیں ہے۔ مگر انہیں یہ ماننے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان میں سے بعض کتابوں میں بعد میں ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے (جیوش انسائیکلو پیڈیا ص۹۳) "قدیم یہودی روایات کے مطابق توریت کی پہلی پانچ کتابیں (آخری آٹھ آیات کو چھوڑ کر جن میں موسیٰؑ کی موت کا ذکر ہے) موسیٰؑ کی تصنیف ہیں۔ لیکن ان صحیفوں کے متعدد تناقص اور اختلافات کی جانب ربی برابر توجہ دیتے اور اپنی خوش تدبیری سے انہیں درست کرتے رہے ہیں (جیوش انسائیکلو پیڈیا ج۹ ص۵۸۹)

"اسپنوزا (SPINOZA) کا کہنا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابیں موسیٰؑ کی نہیں عذرا کی تصنیف ہیں۔" (ایضاً)

"جدید ترین تحقیق نے آخر کار یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابیں کم از کم ۲۸ مختلف سرچشموں سے ماخوذ ہیں۔" (ایضاً)

www.abulhasanalinadwi.org

جہاں تک اناجیل اربعہ کا سوال ہے (جو عہد جدید کہی جاتی ہیں) تو ان کا معاملہ "عہد عتیق" سے بھی گیا گزرا ہے۔ اس کی تدوین اور اس کے مولفین کے بارے میں بڑی پیچیدگیاں اور دشواریاں اور شک و شبہ پایا جاتا ہے اور ان کے اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ایک بڑی خلیج حائل ہے جس کا پاٹنا اور جسے عبور کرنا کسی بھی محقق اور مورخ کے امکان میں نہیں۔ رہ گیا ہے' یہ اناجیلیں دینی کونسلوں اور مختلف زمانوں میں برابر تغیر و تبدیلی اور اصلاح و ترمیم کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ آسمانی کتابیں اور وحی و الہام پر مبنی ہونے کے بجائے سیر و سوانح اور واقعات و حکایات کی کتابیں زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس کی شہادت ہر وہ شخص دے گا جس کی ان کی تاریخ و اسناد پر وسیع اور گہری نظر ہوگی۔ جن سے یہ کتابیں گزرتی رہی ہیں۔

یہ اناجیلیں مسلمانوں کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے مجموعہ ہائے حدیث و سنن کا اسناد اور اعتماد و اعتبار بھی نہیں رکھتیں۔ چہ جائیکہ وہ صحاح ستہ کے برابر ہوں۔ اسلئے کہ یہ کتابیں اپنے مولفین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل اور متصل سند اور سلسلہ رکھتی ہیں مسلمانوں کے نزدیک حدیث صحیح وہ ہے۔ جو معتبر راویوں کی پوری احتیاط و دیانتداری کے ساتھ سند متصل کے ساتھ نقل ہوئی ہو۔ اور جس کے راویوں اور خود اس روایت میں کوئی عیب اور نقص (علت و شذوذ) نہ ہو۔ اس کے برخلاف تمام اناجیل سند کی تمام قسموں سے خالی ہیں۔ ان کے مولفین تک کوئی سند متصل نہیں۔ اور نہ ان کے مولفین سے حضرت عیسیٰؑ تک کوئی سند موجود ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہاتھوں میں جو صحیفے ہیں۔ وہ اب اس زبان میں نہیں ہیں۔ جن میں وہ نازل ہوئے تھے۔ اور جسے حضرت مسیح اور ان کی قوم بولتی

www.abulhasanalinadwi.org

تھی۔ بلکہ وہ ایک زبان سے دوسری زبان میں برابر ترجمہ ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اور مختلف مترجموں کے ہاتھوں.... ہم تک پہنچے ہیں۔ اس لئے یہ درحقیقت سیرت وتاریخ کی کتابیں اور قصص ومواعظ کے مجموعے ہیں۔ اگر انہیں احتراماً مسلمان عوام میں پھیلے ہوئے میلاد ناموں سے یاد نہ کریں تو انہیں زیادہ سے زیادہ چوتھے نمبر کی کتب حدیث کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ جن میں صحت وتحقیق کا بلند معیار قائم نہیں رہا۔ انہیں سب حقائق کے پیش نظر ان صحیفوں اور قرآن کا موازنہ اور مقابلہ ہے ہی نہیں اور مقابلہ تو ایک درجے کی چیزوں میں ہوتا ہے

نومسلم فرانسیسی مستشرق موسیو ایتین دینیہ EATON DIEN نے ان اناجیل کے تعارف اور ان کے علمی وتاریخی مقام کی تعیین کرتے ہوئے خوب لکھا ہے:

"اللہ نے جو انجیل حضرت عیسیٰؑ کو ان کی اور ان کی قوم کی زبان میں دی تھی وہ تو کوئی شک نہیں کہ ضائع ہو چکی ہے۔ اور اب اس کا کوئی نام ونشان بھی نہیں رہ گیا ہے۔ یا وہ خود تلف ہو گئیں یا عمداً تلف کر دی گئیں۔ اسی وجہ سے عیسائیوں نے اس کی جگہ چار "تالیفات" کو اپنا لیا۔ جن کی صحت اور تاریخی حیثیت مشکوک ہے۔ کیونکہ یہ یونانی زبان میں ملتی ہیں۔ جس کا مزاج حضرت عیسیٰؑ کی اصل سامی زبان سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اسی لئے ان یونانی انجیلوں کا اپنے اتارنے والے سے رشتہ اور رابطہ یہود کی توریت اور عربوں کے قرآن سے کہیں کمزور ہے"

بائیبل کی داخلی شہادتیں بھی اس کی صریح تاریخی غلطیوں، واضح تضادات اور عقلاً محال چیزوں کی طرف اشارے کرتی ہیں جیسے اس میں اللہ کی طرف ان چیزوں کا انتساب کیا گیا ہے۔ جو اس کے جلال وکمال کے

www.abulhasanalinadwi.org

کسی طرح شایانِ شان نہیں، اور نہ اس کی ان صفات ہی کے مطابق ہیں، جو آسمانی مذاہب میں متفق علیہ ہیں۔ اور جنہیں عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اس میں انبیاءؑ پر ایسے اتہام والزام ہیں، جن سے معمولی انسان بھی بری اور برتر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے داخلی شواہد توراۃ وانجیل میں (جنہیں مجموعی طور پر بائبل (BIBLE) یا کتاب مقدس کہا جاتا ہے) الحاق واضافہ اور تبدیلی کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اپنے موضوع پر منفرد کتاب "اظہار الحق" جو مولانا رحمت اللہؒ کرانوی (م ۱۳۰۸ھ و مدفون مکہ مکرمہ) کے قلم سے سے، ملاحظہ ہو، مصنف نے کتاب مقدس کے ۱۲۲ لفظی اختلافات کی نشان دہی کی ہے اور ۱۰۸ ایسی غلطیاں شمار کی ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔

"اظہار الحق" اصلاً عربی زبان میں ہے۔ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد تقی عثمانی نے اس کا ترجمہ کروایا اور اس پر ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا، یہ کتاب کراچی سے "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوگئی۔

یہ ان صحیفوں کا حال ہے جن کو ان کے ماننے والے ہزاروں برس سے سینوں سے لگائے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کی دو متمدن ترین قومیں (یہودی اور عیسائی) ان کی حلقہ بگوش اور علمبردار ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں نے بھی ان کو اس حد تک تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں کو "اہل کتاب" کا لقب اور امتیاز دیا۔ باقی رہے ہندوستان کے "وید" اور ایران کی "اوستا" تو ان کا زمانہ اتنا قدیم ان کے بارے میں تاریخی معلومات اس قدر کم، اور ان کے اصل مطالب اور حقیقی مقاصد تک پہنچنا اس قدر دشوار ہے۔ اور ان کے ساتھ بھی ایسے تاریخی حوادث پیش آئے کہ ان کی صحت اور بھی مشکوک اور ان کے زمانہ کا تعین اور بھی دشوار، اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے متعلق کچھ کہنا اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اے بارتھ (A. BARTH) ممبر رائل سوسائٹی برائے ایشیا پیرس (THE SOCIETE ASIATIQUE OF PARIS) اپنی کتاب "ہندوستانی مذاہب" THE RELIGIONS OF INDIA میں لکھتا ہے:۔

"اگر ہم کچھ الحاقی مواد الگ کر دیں، جسے تنقید کے ذریعہ جدا کرنا مشکل نہیں ہے تو پھر اس صحیفہ کی بحیثیت مجموعی صرف اصل عبارت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کچھ یہ ہے۔ بس اسی کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ یعنی نہ تو یہ منجانب خدا ہونے کا مدعی ہے اور نہ کسی مصنوعی طریقہ پر اپنی عمر ہی پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس کی عبارت میں بہ کثرت اضافے اور تحریفات کی گئی ہیں۔ لیکن یہ سب نیک نیتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پھر بھی ان صحیفوں کی عمر کا تعین کرنا یا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے برہمنا (BRAHMANAS) وہ حصے جو سب سے بعد میں تحریر کئے گئے ہیں، وہ ہمارے عہد کی ابتدا سے پانچ سو سال سے زیادہ پرانے نہیں ہیں۔ ویدوں کا بقیہ مواد اس سے بھی قدیم ہے۔ اس قدر قدیم کہ متعین طور پر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس کی قدیم ترین تحریروں کے بارے میں تو کچھ کہنا بالکل ناممکن ہے"

خود ممتاز ہندو فضلاء اور ہندوستانی ماہرین فن و محققین ان صحیفوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں، اور ان کی بے لاگ تحقیق اور فکر و نظر نے انکو کس نتیجہ تک پہنچایا ہے اس کا اندازہ ذیل کے دو اقتباسات سے ہوگا۔

مشہور فاضل سریش چندر چکرورتی لکچرر کلکتہ یونیورسٹی اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

کتاب PHILOSOPHY OF THE UPANISHADS لکھتے ہیں:

"اس سلسلہ میں دو مختلف نظریات پیش کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک کی نمائندگی بال گنگا دھر تلک کرتے ہیں اور دوسرے کی میکس ملر MEX MULLER تلک کا خیال ہے کہ ویدوں کے مناجات ۱۵۰۰ سال قبل مسیح وجود میں آئے ——— جب کہ میکس ملر MEX MULLER رگ وید کو ۱۲۰۰ سال قبل مسیح سے زیادہ قدیم نہیں سمجھتا حالاں کہ وہ اس پر متفق ہے کہ رگ وید آریائی فکر و خیال کی قدیم ترین دستاویز ہے.... رگ وید کی عمر کا تعین کئے بغیر یہ اعتماد کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ رگ وید کے مناجات ایک مجموعہ میں منضبط کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے مختلف حصے ایک ہی زمانے میں تحریر نہیں کئے گئے تھے۔ اور اس لئے ان کی تاریخ تحریر کا تعین کر کے رگ وید کی عمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، یہ ماننا پڑے گا کہ رگ وید کے اول سے آخر تک تمام مناجات کئی صدیوں میں تصنیف کئے گئے تھے۔" (ص ۲۴-۲۹)

ویدوں کے بنیادی فکر پر روشنی ڈالتے ہوئے نامور ہندوستانی عالم ڈاکٹر رادھا کرشنن (ہندوستان کے سابق صدر جمہوریہ) اپنی مشہور کتاب "انڈین فلاسفی" جلد دوم میں لکھتے ہیں:-

"ویدوں کا پیش کردہ مجموعی فکری تصور نہ تو معین ہے اور نہ واضح، اور اس وجہ سے مختلف مکاتب فکر اسے مختلف طریقوں سے استعمال کر سکتے ہیں، علاوہ ازیں، ویدوں کی وسعت میں

www.abulhasanalinadwi.org

بذاتِ خود اس امر کی پوری گنجائش موجود ہے کہ مصنفین پوری
آزادی کے ساتھ اپنے اعتقاد کے مطابق اس سے اپنے حسب
منشا سند اخذ کر سکتے ہیں۔" (ص ۲۱-۲۲)

رہا ایران قدیم کا مذہبی صحیفہ (اوستا) جس کو پارسی مقدس آسمانی کتاب
مانتے ہیں، تو اس کے متعلق ایک ایسے مغربی فاضل کی شہادت پیش کی جاتی ہے
جس کے مطالعہ کا یہ خاص موضوع رہا ہے۔

رابرٹ ایچ پفائفر (سابق) صدر شعبہ سامی لسانیات ہارورڈ یونیورسٹی
این انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن میں لکھتے ہیں:

"اہل اوستا (بلحاظ روایات) تمام علوم کا مجموعہ تھا۔ اس کا زیادہ
حصہ سکندر نے برباد کر دیا اور پھر بچے کھچے اجزاء سے ۲۱ حصوں یا
نسک (NASK) پر مشتمل ایک کتاب تیسری صدی عیسوی میں
ترتیب دی گئی۔ لیکن اس میں سے کل ایک جز یا نسک (NASK)
جس کا نام ونیدیداد (VENDIDAD) ہے پوری طرح باقی
بچا ہے، نویں صدی عیسوی کے بعد صرف عبادات سے متعلق کچھ
حصہ ہندوستان لے جایا گیا اور وہاں پانچ حصوں میں پایا
جاتا ہے جن کے نام "یاسنا" (YASNA) بشمول گاتھا (GATHA)
ویسپرد (VESPERED) ونیدید (VENDID) اور خورد
اوستا (KHORDA AVASTA) ہیں۔"

لیکن قرآن مجید جو اللہ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے آخری کتاب اور
سب کا مصداق و نگراں ہے، اور جس پر انسانیت کی ہدایت، مخلوق کا خالق
سے رابطہ اور بعثت محمدی سے قیامت تک دعوت الی اللہ کی ذمہ داری

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ تو اس کی شان دوسری آسمانی کتابوں سے بالکل مختلف ہے اور اس کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت اور ہر قسم کی تحریف وتبدیلی کمی اور زیادتی سے دور رکھنے کا ذمہ لیا اور فرمایا ہے:۔

اور یہ تو ایک عالی مرتبہ کتاب ہے۔ اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے "خدا" کی اتاری ہوئی ہے (حٰمٓ السجدۃ ۲)

اسی طرح سے مسخ ہونے اور کسی ہرزہ کاری کا نشانہ بننے حافظہ سے نکل جانے اور سینوں سے محو ہو جانے یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جانے سے بھی محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ توراۃ کے بارے میں بارہا پیش آیا۔ اسی لئے فرمایا:

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ (الحجر)

اس وعدۂ حفاظت میں قرآن کے حفظ وبقا، اشاعت وفروغ، تلاوت کئے جانے، پڑھے اور سمجھے جانے، متروک واز کار رفتہ، وناقابل عمل، ناقابل فہم اور نقش طاق نسیان ہو جانے کی پوری نفی موجود ہے، اس لئے کہ عربی کا بلیغ لفظ "حفظ" بڑے وسیع آفاق اور عمیق معانی رکھتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اس کی اصلیت اور اس کے تمام لوازمات کے ساتھ (جیسا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی) باقی رکھنے کا فیصلہ کر لیا تو اس کے لئے اللہ نے نفوس بشری، فطری اور خارجی اسباب اور حوادث عالم کو اس مقصد جلیل کی تکمیل میں لگا دیا۔ چنانچہ جیسے ہی قرآن کی کوئی آیت زبان نبوت سے نکلتی اور کانوں میں اس کی آواز پڑتی۔ مسلمان اسے حرز جان بناتے اور دل پر نقش اور حافظہ میں محفوظ کرنے کے لئے پروانہ وار کرتے، اس مسابقت میں اس فطری محبت کو بھی دخل تھا، جو قرآن کی طرف سے ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

دلوں میں رکھی گئی تھی۔ اور خود قرآن کے اعجاز و بلاغت اور اس کے الفاظ و تلفظ کی نرمی و حلاوت کے علاوہ حفاظ و حاملین قرآن کے فضائل کی آیات و متواتر احادیث کو بھی دخل تھا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو قرآن سے نماز و عبادت قانون و احکام تمدن و معاشرت اور علم و ادب کے مختلف پہلوؤں کے ذریعہ متعلق کر دیا گیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن سے مسلمانوں کا قلبی تعلق، عشق و وارفتگی کی حد کو پہنچ گیا۔ اور آغاز اسلام ہی سے ان میں حفاظ کی حیرت انگیز کثرت ہو گئی۔ چنانچہ واقعۂ بیر معونہ میں جو ۳ھ میں پیش آیا۔ مسلمانوں میں سے ایسے ستر (۷۰) آدمی شہید ہوئے جو قاری یعنی حافظ و عالم کہلاتے تھے، اور اسی طرح حفاظ کی تعداد، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے تناسب اور حفظ کی رغبت کے سبب بڑھتی ہی رہی ہے۔ اور یہ تعجب خیز سلسلہ ہر چھوٹے بڑے شہر اور مسلم معاشرے میں جاری ہے، مسلمان قرآن کو ایک سینہ سے دوسرے سینہ اور ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتے رہتے ہیں، اور وہ اس کے حفظ میں وہ مہارت و کمال، اس کی قراءت اور صحیح پڑھنے اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے، اس کی تلاوت اور اس کے ذریعہ عبادت کا وہ شوق و شغف رکھتے ہیں کہ عام غیر مسلموں کو اس کا یقین نہیں ہوگا۔ البتہ وہ غیر مسلم جو کسی اسلامی ماحول میں رہتے، اور مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں، ان حفاظ کی تعداد ہر زمانہ میں حد شمار سے باہر رہی ہے۔ اور اس زمانہ میں تو ان کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشینوں اور مسلمانوں کے معاملات کے ذمہ دار لوگوں کو اس طرف الہامی طور پر متوجہ کیا تھا۔ جنگ یمامہ میں جب کثرت سے حافظ قرآن شہید ہو گئے، تو انہیں اندیشہ ہوا کہ حفاظ کی شہادت سے قرآن کی بقاء کو (اگر اس کا دارومدار حافظہ پر ہی رہا) خطرہ

www.abulhasanalinadwi.org

لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ خیال سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو ہوا جو صحابہ میں مسلمانوں کی مصلحت و ضرورت کو سمجھنے میں اولیت رکھتے تھے، اور جن کے دل کی آواز اکثر مقاصد شریعت سے ہم آہنگ ہوتی تھی، چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے جو خلیفۂ وقت تھے، قرآن کو جمع اور قید تحریر میں لانے کی تجویز رکھی جو اس وقت تک چمڑے کے ٹکڑوں، کھجور کی چھالوں اور سنگ سفید کی پتھر کی تختیوں پر لکھا ہوا۔ اور لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو شرح صدر عطا فرمایا اور انہوں نے اس کام کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد کر دی جنہوں نے اسے پورے اہتمام سے نبھایا اور قرآن کو حافظوں کے سینوں اور کاتبان وحی کی تحریروں اور سفینوں سے جمع کیا، اور اس طرح یہ قرآنی صحیفے وجود میں آئے جو لوگوں کے رجوع و اعتماد کا محور رہے۔ جب خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور فتوحات کی کثرت کے سبب قرآن کے حافظ و قاری مختلف ممالک میں پھیل گئے اور وہاں کے لوگوں نے آنے والے قاریوں اور حافظوں کی قرأت قبول کر لی اور اس طرح قراءت کے مختلف طریقے سامنے آنے لگے، نیز اہل عجم کے کثرت سے مسلمان ہونے سے لب و لہجہ میں فرق ہونے لگا اور صحابہ کو اس سے قرآن میں تحریف و تبدیلی کا اندیشہ ہونے لگا تو حضرت عثمانؓ نے عہد صدیقی کے مختلف صحیفوں کو ماخذ بنا کر قرآن کو قراءت متواترہ کے مطابق لکھنے کا حکم دیدیا اور ہر اسلامی آبادی میں قرآن کا ایک ایک نسخہ فراہم کر دیا۔ اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رکھا جس کا نام "الامام" تھا، قرآن کے انہیں نسخوں کو مشرق و مغرب کے مسلمانوں نے قبول کیا اور اسی پر ان کی نسلیں قائم اور ان کی زبانیں اس کی عادی رہیں انہوں نے قرآن حفظ کیا اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت کی اور آج بھی عالم اسلام کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اسی مصحف عثمانی پر اعتماد کیا جاتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور ۲۵ھ سے جب یہ آخری ترتیب قائم ہوئی اب تک اس سے اسلامی معاشرہ میں کسی کو نہ اختلاف ہوا اور نہ کسی آثار قدیمہ کے میوزیم اور لائبریری میں کوئی نئی دریافت ہوئی۔ مسٹر ای منگانا سابق استاذ مانچسٹر یونیورسٹی کہتے ہیں: یورپ کی لائبریریوں میں قرآن کے بہت سے قلمی نسخے ہیں۔ ان میں سب سے پرانا دوسری صدی ہجری کا ہے۔ لیکن ان میں کوئی لفظی اختلاف نہیں، البتہ کتابت کا تھوڑا سا اختلاف ہے جو قدیم عربی خط کے عیب کے سبب سے ہے ایسا ہی خیال نولدیک (NOELDEKE) نے انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اتھکس ج۔ ا ص ۵۴۸ و ۵۴۹ میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کا اس جمع و تدوین کے کام کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک اس قرآن پر اجماع و مکمل اتفاق رہا ہے۔ اور اب تو قرآن تحریف اور حسب مطلب تبدیلی کرنے والوں کی دست برد سے علماء، وحفاظ کی کثرت، اور لوگوں کے درمیان اشاعت اور کثرت طبع کے سبب بالکل محفوظ ہوگیا ہے، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ اعتراف موجود ہے کہ:۔

"قرآن روئے زمین پر سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔" (انسائیکلو پیڈیا)

مستشرقین اور یورپی محققین جو قرآن کو الہامی کتاب نہیں مانتے جسے بذریعہ وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہو۔ وہ بھی مذکورہ بالا خیال سے متفق ہیں، چنانچہ ہم یہاں کچھ مسیحی محققین کے اقوال درج کرتے ہیں۔ سر ولیم میور جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق اپنے تعصب کے لئے مشہور ہیں جس کے سبب سے ہندوستانی مسلمانوں کی نئی تعلیم کے علمبردار سر سید احمد خان بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ان کی کتاب "لائف آف محمد" کے جواب میں "خطبات احمدیہ" لکھنی پڑی تھی، وہ مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں:۔

www.abulhasanalinadwi.org

" حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے ربع صدی بعد کے اندر ہی ایسے شدید مناقشات اور فرقہ بندیاں پیدا ہوگئیں جن کے نتیجے میں حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے۔ اور یہ اختلافات آج بھی باقی ہیں۔ لیکن ان سب فرقوں میں قرآن ایک ہی ہے، ہر نماز میں تواتر کے ساتھ ان سبھی فرقوں کا ایک ہی قرآن پڑھنا اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ آج ہمارے سامنے وہی صحیفہ ہے۔ جو اس بدقسمت خلیفہ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا، شاید پوری دنیا میں کوئی دوسری ایسی کتاب نہیں جس کی عبارت بارہ صدیوں تک اس طرح بغیر تبدیلی کے باقی رہی ہو۔ قرآن میں قرادت کے اختلافات بھی حیرت انگیز طور پر بہت کم تعداد میں ہیں اور یہ بھی ان اعراب کی وجہ سے ہیں، جو بہت بعد کے زمانہ میں لگائے گئے تھے۔"

وھیری (WHERRY) اپنی تفسیر قرآن میں لکھتا ہے کہ "تمام قدیم صحیفوں میں قرآن سب سے زیادہ غیر مخلوط اور خالص (PUREST) ہے"

قرآن کا معروف انگریزی مترجم پامر (PALMER) کہتا ہے:۔

" حضرت عثمان کا ترتیب دیا ہوا متن اس وقت سے آج تک طے شدہ اور مسلمہ صحیفہ رہا ہے۔" لین پول (LANE POOLE) کہتا ہے:۔ " قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں۔ اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں۔ کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے۔"

(یہ شہادتیں اور اقتباسات مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی انگریزی تفسیر سے لے گئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک سبق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا ایک اہم سبق یہ ہے کہ اخلاق راہبوں کے گوشۂ عزلت کے لئے نہیں ہے، درویشوں کی خانقاہوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ دنیا کی زندگی کے ہر شعبے میں برتنے کے لئے ہے جس روحانی اور اخلاقی بلندی کو دنیا فقیروں اور درویشوں میں تلاش کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے حکومت، مسند اور عدالت کی کرسی پر اُٹھا لائے آپ نے تجارت کے کاروبار میں خدا ترسی اور دیانت سے کام لینا سکھایا۔ آپ نے بتایا کہ ولایت یہ ہے کہ ایک آدمی، ایک حاکم، ایک قاضی، ایک سپہ سالار، ایک تھانیدار، ایک تاجر و صنعت کار اور دوسری تمام ممکنہ حیثیتوں سے ایک پورا دنیا دار بن کر بھی ہر اس موقعہ پر اپنا خدا ترس اور دیانت دار ہونا ثابت کر دے، جہاں اس کے ایمان کو آزمائش سے سابقہ پیش آئے اس طرح آپ اخلاق اور روحانیت کو رہبانیت کے گوشوں سے نکال کر معیشت و معاشرت، سیاست و عدالت، صلح اور جنگ کے میدانوں میں لے آئے اور یہاں پاکیزہ اخلاق کی حکمرانی قائم کی۔

یہ اسی رہنمائی کا فیض تھا کہ اپنی نبوت کے آغاز میں جن لوگوں کو آپ نے ڈاکو پایا ان کو اس حالت میں چھوڑا کہ وہ امانت دار اور خلق خدا کی جان، مال اور آبرو کے محافظ بن چکے تھے، جن لوگوں کو حق مارنے والا پایا تھا انہیں حق ادا کرنے والا، حقوق کی حفاظت اور حقوق دلانے والا بنا کر چھوڑا۔ آپ سے پہلے دنیا ان حاکموں سے واقف تھی جو ظلم و جور سے رعیت کو دبا کر رکھتے تھے، اور اونچے اونچے محلوں میں رہ کر اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

خدائی کا سکہ جماتے تھے۔

آپؐ نے اسی دُنیا کو ایسے حاکموں سے روشناس کرایا جو بازاروں میں عام انسانوں کی طرح چلتے تھے اور عدل و انصاف سے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ آپؐ سے پہلے دنیا اُن نوجوانوں سے واقف تھی جو کسی ملک میں گھستے تو ہر طرف قتلِ عام برپا کرتے، بستیوں کو آگ لگاتے اور مفتوح قوم کی عورتوں کو بے آبرو کرتے پھرتے تھے۔

آپؐ نے اس دنیا کو ایسی فوجوں سے متعارف کرایا جو کسی شہر میں فاتحانہ داخل ہوتیں تو دشمن کی فوج کے سوا کسی پر دست درازی نہ کرتی تھیں اور فتح کئے ہوئے شہر سے واپس ہوتیں تو اہلِ شہر سے وصول کئے ہوئے ٹیکس تک واپس کر دیتی تھیں۔ انسانی تاریخ ملکوں اور شہروں کی فتح کے قصّوں سے بھری پڑی ہے۔ مگر فتح مکّہ کی کوئی نظیر آپ کو تاریخ میں نہ ملے گی۔ جس شہر کے لوگوں نے تیرہ برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ظلم اور ستم ڈھایا تھا اسی شہر میں آپؐ کا فاتحانہ داخلہ اس شان سے ہوا تھا کہ آپؐ کا سر خدا کے آگے جھکا جا رہا تھا۔ آپؐ کی پیشانی اونٹ کے کجاوے سے لگی جا رہی تھی اور آپ کے طرزِ عمل میں غرور و تکبّر کا شائبہ تک نہ تھا۔

وہی لوگ جو تیرہ برس تک آپؐ پر ظلم و ستم کرتے رہے تھے جنہوں نے آپؐ کو ہجرت پر مجبور کر دیا تھا اور ہجرت کے بعد بھی آٹھ برس تک آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے برسرِ جنگ رہے تھے۔ جب مغلوب ہو کر آپؐ کے سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے رحم و کرم کی التجا کی۔ اور آپؐ نے انتقام لینے کی بجائے۔ فرمایا:

"آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تم

چھوڑ دیئے گئے۔" (سیرت سرورِ عالمؐ)

بشکریہ: مجلّہ ملتان شمارہ نمبر ۳۳۵۔

القادر پرنٹنگ پریس فون: ۷۷۲۳۷۴۸
www.abulhasanalinadwi.org